لفظ توکل کا قرآن میں استعمال اور مفہوم

The usage and meaning of the word Tawakal in the holy Quran

* محمد بشارت

** آمنہ اسلم

Abstract

There are many misunderstandings in the understanding of Islamic teachings. One of them is trust. Generally, people consider abandoning the cause as trust, which lead to many misunderstandings. While the word trust is used in many places in the Qur'an and is one of the most important commandments of Islam. Twelve places have been declared for the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and other than the Prophets (peace and blessings of Allah be upon him). But in general, people tend to ask the wrong kind of questions about the teachings of Islam, relying on abandonment of reason. According to the Qur'an, trusting in God while adopting the means is called trust. In the article under discussion, the meaning of trust has been clarified in the light of all the verses that have been written about trust. And it has been pointed out in which matters there is trust? And what are the fruits and benefits of trust? And what is the status of real trust? So that the true spirit of Islamic teachings can be understood and followed. And the pleasure of Allah Almighty can be obtained.

Key Words: *misunderst, trust, Generally, commandments, God*

توکل کی لغوی تحقیق

"توکّل" دراصل عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی کسی کام یا معاملے کو کسی کے سپرد کرنے کے ہیں۔ یا یہ کہ کسی پر مکمل اعتماد کیا جائے۔ اس لئے عربی میں الوکیل اسے کہتے ہیں جو دوسروں کے کام کی نگرانی کرے۔

وکل، یکل وکلاً وو کولاً۔ الیہ الامر کوئی کام کسی کے سپرد کرنا۔ سونپنا[1]

توکل" دراصل "وکالت" سے مشتق ہے، اور وکیل انتخاب کرنے کے معنٰی میں ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ایک اچھا وکیل وہی ہے جو کم از کم چار صفات کا حامل ہو۔

۱۔ ضروری معلومات۔

۲۔ امانت داری۔

۳۔ طاقت و قدرت۔

۴۔ ہمدردی۔

* لیکچرار، یونیورسٹی آف لاہور، گجرات کیمپس

** لیکچرار جناح کالج، گوجرنوالہ

توکل کی اصطلاحی تعریف

امام غزالیؒ نے **توکل** کی تفصیلی تعریف بھی بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

توکل دراصل **علم**، **کیفیت** اور **عمل** تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔ یعنی جب بندہ اس بات کو جان لے کہ فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے، تمام مخلوق، موت وزندگی، تنگدستی ومالداری، ہر شے کو وہ اکیلا ہی پیدا فرمانے والا ہے، بندوں کے کام سنوارنے پر اسے مکمل علم وقدرت ہے، اس کا لطف وکرم اور رحم تمام بندوں پر اجتماعی اعتبار سے اور ہر بندے پر انفرادی اعتبار سے ہے، اس کی قدرت سے بڑھ کر کوئی قدرت نہیں، اس کے علم سے زیادہ کسی کا علم نہیں، اس کا لطف وکرم اور مہربانی بے حساب ہے، اس علم کے نتیجے میں بندے پر یقین کی ایسی کیفیت طاری ہوگی کہ وہ ایک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی پر بھروسہ کرے گا، کسی دوسرے کی جانب متوجہ نہ ہوگا، اپنی طاقت وقوت اور ذات کی جانب توجہ نہ کرے گا کیونکہ گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، تو اس علم ویقین، اس سے پیدا ہونے والی کیفیت اور اس نتیجے میں حاصل ہونے والے بھروسے کی مجموعی کیفیت کا نام " **توکل** " ہے۔[2]

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

> "اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جیسے اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا جیسے پرندوں کو عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔"[3]

"**توکل** ترکِ اَسباب کا نام نہیں بلکہ اِعتماد علی الاسباب کا ترک **(توکل)** ہے۔ اس یقین کے ساتھ اسباب اختیار کرنا کہ دنیوی واُخروی تمام معاملات میں نفع ونقصان کی مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس کے حکم کے بغیر کوئی پتا درخت سے نہیں گر سکتا، ہر چھوٹی بڑی چیز اپنے وجود اور بقا کے لیے اللہ کی محتاج ہے، غرض یہ کہ خالقِ کائنات کی ذاتِ باری پر مکمل اعتماد کر کے دنیاوی اسباب اختیار کرنا توکل علی اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اُسے مرض سے شفایابی کے لیے دوا کا استعمال تو کرنا ہے، لیکن اس یقین کے ساتھ کہ جب تک اللہ تعالیٰ شفا نہیں دے گا، دَوا اَثر نہیں کر سکتی۔ یعنی دنیاوی اسباب کو اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا نظام یہی ہے کہ بندہ دنیاوی اسباب اختیار کر کے کام کی انجام دہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسا کرے، یعنی یہ یقین رکھے کہ جب تک حکم خداوندی نہیں ہو گا، اسباب اختیار کرنے کے باوجود شفا نہیں مل سکتی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے توکل کے بارے میں مختلف مقامات پر تفصیلات ذکر فرمائی ہیں۔ جن سے توکل کا معنی ومفہوم اور مقام ومرتبہ اوراہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ اس توکل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقربین انبیاء علیھم السلام کو بھی توکل اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ توکل ایک ایسی طاقت ہے۔ یہ جب کسی انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ تو وہ دنیا کی کسی بھی طاقت کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ وہ جس بھی میدان میں اتر جائے اس کے پیچھے ایک ایسی قوت موجود ہے کہ جو اسے کبھی مایوس نہیں کرے گی۔ اور اس کی محنت وکوشش کبھی رائیگاں نہیں جائے گی۔ توکل سے خود اعتمادی کی قوت کے حصول سے انسان کے دل سے لالچ اور خوف جیسے ناکامی کے عناصر ختم ہو جاتے ہیں۔ توکل کی بدولت ایمان باللہ اور یقین بالاخرۃ کا نظریہ مزید پختہ ہوتا ہے۔ اور انسان میں پوشیدہ وہ صلاحیتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو انسان کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو توکل اختیار کرنے کا حکم

رسول اللہ ﷺ کی زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے۔رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل سارے انسانوں پر بڑھ کر ہوتا ہے۔قرآن مجید کے (12) بارہ مقامات پر رسول اللہ ﷺ کو توکل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔لیکن رسول اللہ ﷺ کے توکل کی کیفیت کیا ہوتی تھی؟اس کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتا ہے۔

فِي فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ[4]

سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو اور اگر تو ہوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس سے سو تو ان کو معاف کر اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور ان سے مشورہ لے کام میں پھر جب قصد کر چکا تو اس کام کا تو پھر بھروسہ کر اللہ پر اللہ کو محبت ہے توکل والوں سے۔

یہ آیت غزوہ احد کے موقع پر نازل ہوئی۔جب رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کے برعکس بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے پہاڑ ی درہ کو ایک اجتہادی خطا کی وجہ سے چھوڑ دیا۔تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو چند ہدایات دے کر توکل کرنے کا حکم دیا۔

۱۔انہیں معاف کرو۔

۲۔ان کے لیے استغفار کرو۔

۳۔ان سے مشاورت کرو۔(ان امور میں جن پر وحی کے ذریعہ کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔)

۴۔اللہ کی ذات اقدس پر توکل کریں۔

اب مشاورت اسباب میں سے ایک سبب ہے۔یہ آیت کریمہ اس سے ثابت ہوتا ہے۔کہ اسباب کا اختیار کر کے توکل کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

جب منافقین رسول اللہ ﷺ کے خلاف مختلف سازشیں کر کے اسلام کو نقصان پہنچانے کے منصوبے بناتے تو رسول اللہ ﷺ کو ان سے اعراض کر کے توکل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا[5]

اور کہتے ہیں کہ قبول ہے پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے تو مشورہ کرتے ہیں بعضے بعضے ان میں سے رات کو اس کے خلاف جو تجھ سے کہہ چکے تھے اور اللہ لکھتا ہے جو وہ مشورہ کرتے ہیں سو تو تغافل کر ان سے اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ کافی ہے کارساز۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔کہ جہاں اسباب ختم ہوں اس مواقع پر بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا عبد مومن کا شیوہ ہے۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ[6]

اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس کے لیے جھک جائیے اور اللہ پر بھروسہ رکھئے۔ بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا۔

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ[7]

تو اسی کی بندگی کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو، تیرا رب اس سے بے خبر نہیں۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَى بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا[8]

اور بھروسہ کیجیے اس زندہ خدا پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہئے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے آگاہ رہنے کے لیے کافی ہے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ[9]

اور بھروسہ کیجیے خدائے عزیز و رحیم پر۔

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ[10]

اے نبی! آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں، بیشک آپ صریح حق پر ہیں۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا[11]

اور اللہ پر توکل کیجیے اور اللہ وکیل ہونے کے لیے کافی ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا[12]

اور کافروں اور منافقوں کی پروانہ کیجیے اور ان کی اذیت رسانیوں کو نظر انداز کیجیے، اور اللہ پر بھروسہ رکھئے، اور اللہ کارساز کے طور پر کافی ہے۔

ان نو (9) مقامات پر امر کے صیغہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو توکل اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان تمام مقامات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ توکل ترکِ اسباب کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے کا نام "توکل" ہے۔ پھر بعض ان امور میں توکل کا حکم دیا گیا ہے۔ جہاں اسباب کام نہیں آسکتے ہیں۔ مثلاً کفار اور منافقین کے سازشوں کے مقابلہ میں حکم دیا گیا کہ اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں توکل کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح توکل کا ایک مفہوم یہ بھی نکلتا ہے۔ کہ جب حکم الہیٰ آجائے اگرچہ ظاہر حالات موافق نہ بھی ہوں تو اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہو کر اللہ پر بھروسہ کرنے کا نام بھی توکل ہی ہے۔ جیسا کہ سورت الاحزاب کی آیت میں اس مفہوم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ[13]

اور جس کسی چیز میں بھی تم نے اختلاف کیا ہے اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، وہی اللہ میرا رب ہے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ[14]

فرما دیجیے کہ وہی میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ[15]

پس اگر وہ روگردانی کریں۔ تو ان سے کہہ دو کہ مجھ کو اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔

ان تین مقامات پر رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی ذات اقدس پر توکل کا اظہار کیا۔

انبیاء علیہم السلام کی دعاوں میں توکل کا ذکر

قرآن حکیم نے انبیاء علہیم السلام کا تذکرہ اس لیے کیا کہ اہل ایمان ان کی سیرت و کردار سے مستفید ہو کر اپنی عملی زندگی کو اس مطابق بنائیں۔ توکل کے باب میں حضرت نوحؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ہودؑ کی دعاوں کا خاص طوپر پر ذکر کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی دعاوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات توکل کا اظہار کیا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ[16]

اور پڑھ کر سناؤ انھیں حضرت نوح (علیہ السلام) کی سرگزشت جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! اگر گراں ہو گیا ہے تم پر تمہارے درمیان میرا رہنا اور اللہ کی آیات سنا سنا کر تمہیں میرا نصیحت کرنا تو میں نے تو بس اللہ پر بھروسہ کیا ہے۔ تم اپنی رائے مجتمع کر لو اور اپنے شریکوں کو بھی بلا لو پھر تمہارے فیصلہ میں کوئی تذبذب باقی نہ رہے پھر کر گزرو میرے ساتھ جو کرنا چاہتے ہو اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ[17]

تب بھی! ہم اللہ پر جھوٹ تہمت باندھنے والے ٹھہریں گے اگر ہم تمہاری ملت میں لوٹ آئیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دی۔ یہ ہم سے تو ہونے کا نہیں کہ ہم اس ملت میں لوٹ آئیں مگر یہ کہ اللہ ہمارے رب ہی کی مشیت ہو تو اور بات ہے۔ ہمارے رب کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ ہم نے اپنے رب پر بھروسہ کیا۔ اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ[18]

حضرت شعیب نے کہا، اے میری قوم! تمہارا کیا خیال ہے اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے عمدہ روزی بھی عطا کی ہے اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس امر میں تمہاری مخالفت کروں جس سے میں تمہیں روکتا ہوں۔ میں تو صرف تمہاری اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرا بس ہے۔ اور نہیں ہے میرا راہ پانا مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ[19]

بیشک میں نے بھروسہ کیا ہے اس اللہ پر جو میرا بھی رب ہے اور تمہارے بھی رب ہے۔ کوئی جاندار بھی ایسا نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے پکڑا ہوا ہے اسے پیشانی کے بالوں سے۔ بیشک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔

ان مقامات پر بالترتیب حضرت نوحؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ہودؑ نے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر توکل کا اظہار کیا۔ جب ان کی قوم کی طرف سے شدید دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ان کے پاس ظاہراً اسباب موجود نہ تھے۔ تو اللہ کریم کی ذات اقدس کے ساتھ اپنے تعلق اور توکل کی وجہ سے اس جرات کا مظاہرہ کیا جو بغیر کامل ایمان کے ممکن نہیں ہے۔ ورنہ عموماً اہل دنیا ایسے مقامات پر مایوسی کا شکار ہو کر مایوس باتوں سے خود کو اور اپنے پیروکاروں کی بے بسی اور کم ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان آیات سے توکل کا ایک مفہوم یہ بھی سامنے آتا ہے کہ انسان اپنے حصے کا اسباب کے درجے میں کام کرے اور اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ جیسا کہ حضرت شعیبؑ کی دعا میں مذکور ہے۔ کہ میں نے تو اللہ کی توفیق سے اپنی استطاعت کے مطابق تمہیں نصیحت کی ہے۔ باقی اس کا نتیجہ کہ تم اس پر کس قدر عمل پیرا ہوتے ہو اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں۔

توکل کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ دشمن کی سازشوں سے انسان کو گھبرا کر یا ڈر کر اپنے مشن کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ استقامت کے ساتھ اپنے مشن کو اس امید سے جاری رکھنا چاہیے کہ اللہ کی نصرت و تائید اس کے ساتھ ہے۔

اہل ایمان کو توکل پر کاربند رہنے کی نصیحت

قرآن مجید (20) بیس مقامات پر اہل ایمان کا اللہ کی ذات اقدس پر توکل کا ذکر کیا ہے۔ اور توکل کے مختلف چیزوں کے مقابلے میں اختیار کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توکل کا مفہوم کیا ہے؟ اور توکل کے فوائد ثمرات کیا ہیں؟

إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[20]

جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ کریں مسلمان۔

جب مسلمانوں نے میدان احد میں سخت ضرب کھائی اور دشمن میدان چھوڑنے کے بعد دوبارہ پلٹ آئے تاکہ مسلمانوں پر آخری ضرب لگائیں اور یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی تو اس موقع پر قرآن کہتا ہے کہ صاحب ایمان افراد اس خطرناک لمحہ میں وحشت زدہ نہ ہوئے جب کہ وہ اپنی فعّال قوت کا ایک اہم حصہ کھو چکے تھے بلکہ "توکل" اور قوتِ ایمانی نے ان کی استقامت میں اضافہ کر دیا اور فاتح دشمن اس آمادگی کی خبر سنتے ہی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[21]

اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا اور اگر مدد نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا کون ہے جو مدد کر سکے تمہاری اس کے بعد اور اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے مسلمانوں کو۔

اس مقام پر دشمن کے حملوں اور نقصانات کے مقابل میں توکل اور صبر کا باہم ذکر ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اسباب کارگر ثابت نہ ہوں۔ تو ہمت واستقامت مہیا کرنی والی طاقت کا نام توکل ہے۔

توکل کے حصول کے لیے تقوی کا لزوم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[22]

اے ایمان والو یاد رکھو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا لوگوں نے کہ تم پر ہاتھ چلاویں پھر روک دیئے تم سے ان کے ہاتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ ایمان والوں کو۔

تقویٰ کے بعد توکل کا حکم اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ توکل کے لیے انسان کو گناہوں سے اجتناب لازم ہے۔ ایک گناہ گار آدمی توکل کا وہ مقام حاصل نہیں کر سکتا جو عبد مومن کے لیے موعود ہے۔

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[23]

اے ایمان والو یاد رکھو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب قصد کیا لوگوں نے کہ تم پر ہاتھ چلاویں پھر روک دیئے تم سے ان کے ہاتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ ایمان والوں کو۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ[24]

ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

انسانی تدابیر اللہ کی تقدیر کے مقابلے میں بے بس

قرآن مجید نے اس امر کی وضاحت کی ہے۔ کہ انسان اس دنیا میں تدبیر کو ضرور اختیار کرے۔ لیکن کوئی آدمی کتنا بھی دانا اور صاحب علم کیوں نہ ہو۔ اس کی تدبیر انسانی تدبیر ہے۔ جس کو حرفِ آخر نہیں سمجھنا چاہیے۔ بلکہ تدبیر کے ساتھ اللہ کی ذات پر اس امید سے بھروسہ کرنا چاہیے کہ اگر تدبیر کے مقابلہ میں تقدیر نے مختلف فیصلہ کیا تو وہی میرے حق میں بہتر ہو گا۔

وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ[25]

حضرت یعقوب (علیہ السلام) نے کہا کہ اے میرے بیٹو! تم سب ایک ہی دروازے میں سے (شہر میں) داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں اللہ تعالیٰ کے مقابل میں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ حکم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور اسی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[26]

ان کے رسولوں (علیہ السلام) نے کہا کہ ہم ہیں تو تمہارے ہی جیسے آدمی، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے اپنا فضل فرماتا ہے۔ ہماری یہ طاقت نہیں کہ ہم تمہارے پاس کوئی معجزہ لے آئیں، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے، اور ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

قوم کے بجا مطالبات کے مقابلے میں انسان کو پریشان ہو کر دعوت کام ترک کرنے کی بجائے اللہ کی ذات اقدس پر بھروسہ کرتے ہوئے جہد تسلسل کے سلسلہ کو جاری رکھنا چاہیے۔

توکل کے لیے استقامت اختیار کرنا

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حصول توکل کے لیے مصائب پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا از حد ضروری ہے۔

وَمَا لَنَا أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَى مَا آذَيْتُمُونَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ[27]

اور ہم کیوں نہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں جبکہ اس نے ہمیں ہمارے راستوں کی ہدایت بخشی ہے اور ہم اس پر یقیناً صبر کریں گے، تم جو بھی ایذا ہمیں پہنچاؤ گے۔ اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ[28]

(یہ ان مہاجرین کے لیے ہے) جنھوں نے استقامت دکھائی اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ[29]

جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر ہر حال میں بھروسا رکھا۔

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ[30]

(بیشک اس کا ان لوگوں پر کچھ بھی زور نہیں چلتا جو ایمان لائے ہوئے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ[31]

کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ[32]

پس جو کچھ بھی تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیوی زندگی کی متاع حقیر ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی، ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[33]

تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لیے وہی ہے کارساز ہمارا، اور مسلمان اللہ ہی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں۔

وَقَالَ مُوسَى يَا قَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ[34]

اور کہا موسیٰ نے اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر بھروسہ کرو اگر ہو تم فرمان بردار۔

فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ[35]

تب وہ بولے ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا اے رب ہمارے نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا۔

قُلْ هُوَ الرَّحْمَٰنُ آمَنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[36]

اے پیغمبر کہہ دیجیے! وہ رحمن ہے ہم نے اس کو مانا اور اس پر بھروسہ کیا، عنقریب تم جان لوگے کون کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔

إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[37]

یہ سرگوشیاں شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ وہ ایمان والوں کو غم پہنچائے، حالانکہ اللہ کے اذن کے بغیر وہ ان کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا، اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیطان سے بچنے کے لیے توکل علی اللہ اختیار کرنا بہترین ہتھیار ہے۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ[38]

اے ہمارے رب ہم نے تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیرے ہی حضور ہمیں پلٹنا ہے۔

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[39]

اللہ ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ایمان لانے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

ان آیات سے مجموعی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شدید مشکلات میں انسان ضعف اور کمزوری محسوس نہ کرے بلکہ اللہ کی بے انتہا قدرت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو کامیاب اور فاتح سمجھے، گویا توکل امید آفریں، قوت بخش، تقویت پہنچانے والا اور استقامت میں اضافہ کرنے کا باعث ہے، توکل کا مفہوم اگر گوشہ نشینی اختیار کرنا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا ہوتا تو مجاہدین اور اس قسم کے لوگوں میں تحریک پیدا کرنے کا باعث نہ بنتا۔

اگر کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عالم اسباب اور طبیعی عوامل کی طرف توجہ روحِ توکل سے مناسبت نہیں رکھتی تو وہ انتہائی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، کیونکہ طبیعی عوامل کے اثرات کو ارادۂ الٰہی سے جدا کرنا ایک طرح کا شرک ہے، کیا ایسا نہیں ہے، کہ عواملِ طبیعی کے

پاس جو کچھ ہے وہ اسی کا ہے اور سب کچھ اسی کے ارادہ اور فرمان کے تحت ہے، البتہ اگر عوامل کو ایک مستقل طاقت سمجھا جائے اور انھیں اس کے ارادہ کے مد مقابل قرار دیا جائے تو یہ چیز روحِ توکل سے مطابقت نہیں رکھتی۔
یہ توکل کی ایسی تفسیر کرنا کیسے ممکن ہے جبکہ خود رسول اللہ ﷺ اپنے اہداف کی ترقی کے لئے کسی موقع پر، صحیح منصوبہ، مثبت ٹکنیک اور مختلف ظاہری وسائل سے غفلت نہیں برتتے تھے۔ یہ سب چیزیں ثابت کرتی ہیں کہ توکل کا منفی مفہوم نہیں ہے۔ جب بندہ اس حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے کہ مخلوق اس کو نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ فائدہ، تو وہ مخلوق سے توقع اٹھالیتا ہے تو پھر وہ خدا کے علاوہ کسی کے لئے کام نہیں کرتا، اور اس کے سوا کسی سے اُمید نہیں رکھتا ہے، اور یہی حقیقت توکل ہے۔

توکل کے ثمرات

رزق میں اضافہ

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا[40]

اور اس کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہو گا، اور جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو وہ اس کے لیے کافی ہے، بیشک اللہ تعالیٰ اپنے ارادے پورے کر کے رہتا ہے، اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اللہ کی مدد کا حصول

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هَؤُلَاءِ دِينُهُمْ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[41]

یاد کرو! جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہتے تھے ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے اور جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں تو اللہ عزیز و حکیم ہے۔

شیطان کے اثرات سے محفوظ

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ[42]

(بیشک اس کا ان لوگوں پر کچھ بھی زور نہیں چلتا جو ایمان لائے ہوئے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[43]

یہ سرگوشیاں شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ وہ ایمان والوں کو غم پہنچائے، حالانکہ اللہ کے اذن کے بغیر وہ ان کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا، اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

ظالم قوم کے فتنہ سے حفاظت

فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ[44]

تب وہ بولے ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا اے رب ہمارے نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اسباب کو اختیار کرنے کے ساتھ توکل کرنا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند ہے۔جب کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ کی مدد و نصرت کا وہ مستحق ٹھہرتا ہے۔اور اس کو اللہ کی طرف سے ایک ایسی ایمانی قوت حاصل ہوتی ہے۔جس کی بدولت وہ دنیا کی کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوتا۔اور توکل ہی کہ وجہ سے اس کا رعب و دبدبہ اس کے دشمنوں پر ایسا بیٹھتاہے۔کہ ان کی ساری سازشیں اور تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں۔توکل کی بدولت اللہ تعالیٰ ایسی بصیرت عطاء کرتاہے۔جس سے مستقبل کی تدبیریں اور فیصلے کرنا آسان ہوتاہے۔اور ان فیصلوں کے ذریعے بہت سارے منافع حاصل ہوتے ہیں۔اگر انسان کی تدبیر کسی وجہ سے ناکام بھی ہو جائے تو توکل کی وجہ سے اس ناکامی میں بھی خیر کا پہلو نکل آتا ہے۔جو شاید کامیابی کی وجہ سے حاصل نہ ہو پاتے۔توکل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہی انسان کو کافی ہو جاتا ہے اور عارضی سہاروں سے انسان کو خلاصی نصب ہوتی ہے۔توکل کی بدولت انسان کو جرات و بہادری جیسی نعمت میسر آتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی پر ایمان مزید مضبوط ہوتاہے۔اللہ کی ذات اقدس پر توکل انسان کو ان وابستگیوں سے نجات دلاتا ہے جو ذلت و غلامی کا سرچشمہ ہیں اور اسے آزادی اور خود اعتمادی عطا کرتا ہے۔اسی طرح توکل کا ایک مفہوم یہ بھی بنتاہے کہ انسان اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کرے۔لیکن نتیجہ اللہ کی ذات پر چھوڑ دے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] لوئیس معلوف۔المنجد۔کراچی: دارالاشاعت 1994ء ص:1104 مادہ، وکل

[2] امام محمد بن محمد غزالی۔احیاء العلوم۔مترجم، کراچی۔دارالاشاعت، اردو بازار، ص:369 ج:4

[3] محمد بن عیسیٰ ترمذی۔الجامع الصحیح سنن لترمذی، ابواب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ، ج:2 ص:154، حدیث:2351

[4] آل عمران 3:159

[5] النساء 4:81

[6] الانفال 8:61

[7] ھود 11:123

[8] الفرقان 25:58

[9] الشعراء 26:217

[10] النمل 27:79

[11] الاحزاب 33:3

[12] الاحزاب 33:48

[13] الشوریٰ 42:10

[14] الرعد 13:30

[15] التوبۃ 9:129

[16]یونس10:71

[17]الاعراف7:89

[18]ھود11:88

[19]ھود11:56

[20]آل عمران3:122

[21]آل عمران3:160

[22]المائدۃ5:11

[23]المائدۃ5:23

[24]الانفال8:2

[25]یوسف12:67

[26]ابراھیم14:11

[27]ابراھیم14:12

[28]النحل16:42

[29]العنکبوت29:59

[30]النحل16:99

[31]الزمر39:38

[32]الشوریٰ42:36

[33]التوبۃ9:51

[34]یونس10:84

[35]یونس10:85

[36]الملک67:29

[37]المجادلۃ58:10

[38]الممتحنۃ60:4

[39]التغابن64:13

[40]الطلاق65:3

[41]الانفال8:49

[42]النحل16:99

[43]المجادلۃ58:10

[44]یونس10:85